تنظیمی زندگی کی اہمیت اور تقاضے

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

کسی بھی اعلیٰ مقصد کو کبھی بھی تنہا حاصل نہیں کیا جا سکتا، کوئی فرد کتنا ہی با صلاحیت کیوں نہ ہو اُسے دوسرے افراد کی ضرورت ہوتی ہے، انسانی زندگی میں جتنی بھی کامیابیاں حاصل ہوتی ہیں وہ اسی تصور کے ساتھ منصۂ شہود پر آتی ہیں۔ انسانوں کے اسی باہمی تعاون اور ایک دوسرے کے کام آنے کے عمل سے عمرانیات کی رو سے ''معاشرہ'' بنتا ہے اور یہی باہمی تعاون بعد ازاں اُس معاشرے اور قوم کی پہچان بنتا ہے۔ اسی طرح تحریکی زندگی میں جملہ رفقاء، وابستگان اور اُس تحریک کے جملہ عہدیداران ہی اس تحریک اور جماعت کی حقیقی پہچان ہوتے ہیں۔ کسی بھی تحریک کے کارکنان عہد و منصب میں چھوٹے ہوں یا بڑے، تجربے میں کم ہوں یا زیادہ، عقل و دانشوری میں نامور ہوں یا درمیانے، مضبوط شخصیت کے ملک ہوں یا کمزور شخصیت کے، حسن خلق، حسن تکلم اور حسن معاشرت میں اعلیٰ ہوں یا ادنیٰ، متحرک، فعال، جانثار ہوں یا سست و کاہل ہوں یا غافل و نا اہل۔ جب سب کی انفرادی کاوشیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوتی ہیں تو اس وقت ایک تحریک کو وجود ملتا ہے اور یہ کاوشیں صرف اور صرف تحریکی زندگی کی وجہ سے منصۂ شہود پر آتی ہیں۔ یہی کاوشیں جب معاشرے میں ان سب افراد کو منواتی ہیں اور اُنکے انفرادی اور اجتماعی تعارف کا باعث بنتی ہیں تو اُسے ہم تنظیمی زندگی سے تعبیر کرتے ہیں۔

تنظیمی زندگی کے فرائض

تنظیمی زندگی کے پانچ فرائض ہیں، اگر ہر کارکن اور عہدیداران کو اختیار کر لے تو تنظیمی کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے اس حقیقت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

امرکم بخمس بالجماعة والسمع والطاعة والهجرة والجهاد فی سبیل الله. (جامع ترمذی، احمد بن حنبل)

''میں تمھیں پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جماعتی و تنظیمی زندگی کا، سمع، احکام سننے کا اور اطاعت، احکام

ماننے کا، ہجرت کا اور جہاد فی سبیل اللہ کا‘‘۔

اس حدیث کی روشنی میں تنظیمی زندگی کے حسب ذیل 5 تقاضے ہیں:

۱۔ اجتماعیت ۲۔ حسن سماعت ۳۔ اطاعت ۴۔ تنظیمی زندگی میں سفر ۵۔ انتھک جدوجہد

جس تحریک کے کارکن، عہدیدار اور قائدین اگر یہ پانچ تقاضے پورے کریں تو وہ ہی تحریک کامیابی کی منزل حاصل کر سکتی ہے۔ ہم ان پانچوں تقاضوں کو تفصیل سے واضح کرتے ہیں:

1۔ تنظیم میں اجتماعیت کی ضرورت

کوئی بھی تنظیم، اجتماعیت اور ٹیم ورک کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے۔ جس تنظیم میں اجتماعیت نہیں وہ سرے سے تنظیم ہی نہیں ہے، معاشرے میں نیکی کا فروغ اور برائیوں کا خاتمہ کبھی بھی اجتماعیت اور تنظیم کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اس حوالے سے باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ.

’’اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں‘‘۔ (آل عمران ۳، ۱۰۴)

اس آیت کریمہ میں باری تعالیٰ اُمت مسلمہ سے مخاطب ہے فرمایا: اے اُمت مسلمہ! تم میں ایک اُمت ایسی ہونی چاہیے جس کی پہچان داعی الی الخیر ہو اور جو نیکی کو پھیلائے اور برائی کو مٹائے، آیت کریمہ میں اُمت میں ایک اور مزید اُمت، جماعت، گروہ یا تنظیم کے معنیٰ کا فائدہ دے رہا ہے۔ گویا اُمت مسلمہ میں تنظیموں اور جماعتوں کا ہونا قرآن کی رو سے درست اور ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قرآن کریم اُن تنظیموں اور جماعتوں کی پہچان و شناخت بھی بیان کر رہا ہے کہ اُن کا معاشرے میں تعارف خیر کے فروغ کا ہو۔ نیکی بڑھانے اور برائی ختم کرنے کا ہو، ایسی جماعت اور تنظیم اللہ کی جماعت بن جاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تنظیمی زندگی کو ہر سطح پر ناگزیر جانتے ہوا اُمت کو حکم دیا۔

’’ اذا خرج ثلثه فی سفر فلیئو مّروا احدهم‘‘. (سنن ابی داؤد: ۳۵۱)

’’جب تم میں سے تین آدمی بھی سفر کے لیے نکلیں تو چاہیے کہ ایک کو اپنا امیر بنا لیں‘‘۔

اب اس حدیث مبارکہ کی رو سے انسانی زندگی کی کوئی بھی سطح ہو شہر ہو یا دیہات ہو، محلے ہوں یا چھوٹے اور بڑے علاقے ہر سطح سے سفر پر نکلنے والے افراد کو یہ حکم دیا جا رہا ہے جب تم تین ہو جاؤ تو تنظیمی ہیئت میں ڈھل کر ایک کو اپنا امیر بنا لو، اس حدیث مبارکہ کی رو سے جہاں تین آدمی بھی ہیں وہاں بھی تنظیم کا قیام اور امارت کا

قیام لازمی ہے سفر جتنا کٹھن، مشکل، تکلیف دہ ہو تو اس وقت تنظیم کی اہمیت پہلے سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔

یقیناً وہ تنظیم کامیاب ہو جائے گی جو سب سے اپنے تنظیمی ڈھانچے تمام جگہوں پر قائم کر دے جہاں سے وہ اپنا مقصد حاصل کرنا چاہتی ہے۔ جس جس علاقے میں تبدیلی اور اپنے مشن کی کامیابی کی خواہش مند ہے وہاں وہاں تنظیمی نیٹ ورک قائم کر دے اور وہاں امارت کے منصب کا اجراء کر دے تاکہ سمع و طاعت کا ایک ڈھانچہ بن جائے اور تنظیم اوپر سے نیچے تک اپنے مشن کے فروغ کے لیے سرگرم عمل نظر آئے۔

اجتماعی جدوجہد پر اللہ تعالیٰ کی عنایات

جب تنظیم صحیح معنوں میں الوہی مقاصد کے تحت کام کرتی ہے تو باری تعالیٰ اُس تنظیم کو کامیابیوں سے ہمکنار کرتا ہے اور اُسے اپنی مدد و نصرت، اپنی عنایات، فضل و کرم اور اپنی خصوصی رحمت و برکت سے نوازتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یداللہ علی الجماعة“ (جامع ترمذی کتاب الفتن) ”جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے“

آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی اس حدیث مبارکہ سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں انفرادی سے بڑھ کر اجتماعی جدوجہد مقبول ہے۔ جب افراد اور معاشرہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی اجتماعی جدوجہد کرتے ہیں تو اللہ ان پر اپنے کرم اور فضل کا ہاتھ رکھتا ہے۔ یعنی انہیں غلطیوں سے بچاتا ہے۔ صحیح سوچ اور فیصلے کی قوت عطا کرتا ہے اور اپنے کرم کے سائے میں انہیں منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ. (المائدة: ٥٦) ”تو (وہی اللہ کی جماعت ہے اور) اللہ کی جماعت (کے لوگ) ہی غالب ہونے والے ہیں“۔

2۔ حسن سماعت

تنظیمی زندگی کے تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضا حسن سماعت ہے تنظیمی زندگی میں حسن سماعت کے دو پہلو ہیں ایک یہ کہ قائدین اپنے کارکنان کی تجاویز و آراء اور گلے شکوے سنیں انہیں مشاورت کا ماحول فراہم کریں۔ اگر قائدین اپنے کارکنان کی تجاویز و آراء کو نہیں سنیں گے۔ انہیں اعتماد نہیں دیں گے تو اس عمل سے نہ صرف کارکنوں میں بداعتمادی پیدا ہوگی بلکہ قائدین، صحیح مشاورت اور عملی حقائق سے آگاہی سے بھی محروم رہیں گے۔ حسن سماعت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ کارکنان اپنے قائدین کے احکامات کو اطاعت کے جذبے سے سنیں۔ جب تجاویز و آراء مانگی جائیں تو تجاویز دیں مگر جب ہدایت و رہنمائی لینے کا وقت ہو تو جذبۂ اطاعت سے سماعت کریں۔ شکوک و شبہات پیدا نہ ہونے دیں اور اعتماد رکھیں کہ انہی فیصلوں سے ہم اپنی منزل تک پہنچیں گے۔

3۔ تنظیمی زندگی میں اطاعت کی اہمیت

ہر مسلمان پر اللہ اور اُسکے رسول ﷺ کی اطاعت غیر مشروط طور پر فرض ہے، اس کے علاوہ ہر اطاعت مشروط ہے۔ کسی امیر کی اطاعت اگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے تابع رہے تو ایسی اطاعتِ امیر نہ صرف واجب ہے بلکہ فرض ہے۔ اگر کوئی امیر اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت سے پھر جائے اور امیر کی اطاعت کرنے سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی مخالفت لازم آئے تو اسلام ایسی اطاعت کو ترک کرنے کا واضح حکم دیتا ہے۔ اسلیے رسول اللہ ؐ نے فرمایا:

لا طاعة فی معصية الله انما الطاعة فی المعروف. (صحیح مسلم)

''اللہ کی معصیت کے کام میں کسی کی اطاعت نہ ہوگی اطاعت صرف معروف کام میں ہوگی''

اب ہر وہ شخص جو کسی بھی منصب پر فائز ہے وہ اطاعت امیر کے تصور کے تحت لوگوں کو اپنی ہر قسم کی اطاعت پر نہ ابھارے اور نہ ہی اس تصور کے تحت اُن کے جذبات سے کھیلے۔ اُس کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنی اطاعت کو پہلے اللہ اور اُسکے رسول کی اطاعت کے تابع کرے، اُسکی اطاعت میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کی روح محسوس ہو تو اُس کی اطاعت لازم ہے اگر اُس کی اطاعت اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کے مخالف ہے اور اس میں معصیت و نافرمانی پائی جاتی ہے تو ایسی اطاعت سے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو آزاد کر دیا ہے۔

اسی طرح تنظیمی عہدیداروں کی اطاعت لازم ہے جب تک وہ قائد کی فرمانبرداری و وفاداری میں رہیں۔ اور مشن پر استقامت اور ثابت قدمی کے ساتھ قائم رہیں اُن کا ہر عمل قائد اور مشن کی فکر کا آئینہ دار ہو وہ اپنے قائد کے نمائندے فقط اپنے وجود کی صورت میں نہ ہوں بلکہ وہ فکر و عمل کے تناظر میں بھی اپنے عظیم قائد کے حقیقی نمائندے اور عالمگیر مشن کے صحیح و پختہ ذمہ دار بھی ہوں۔ دانستہ اور نادانستہ طور پر قائد اور مشن کو نقصان پہنچانے والے نہ ہوں، اُن کا کوئی قول و فعل قائد اور مشن کی فکر کے خلاف نہ ہو۔ ایسے لوگوں کی اطاعت کا شکوہ کبھی پیدا ہوتا ہی نہیں۔

ذمہ داری کب تک جاری رکھی جائے؟

تنظیم تو افراد کو محبت کی لڑی میں پرونے کا نام ہے، وہی تنظیم اپنی منزل مراد پر پہنچتی ہیں، جن کے اراکین اور عہدیداروں کے درمیان آپس میں محبت و مودّت، اخلاص و اعتماد اور دوطرفہ محبت ہو۔ عہدیدار کارکنوں سے محبت کریں اور کارکن عہدیداروں سے محبت کریں اسی کا نام تنظیم ہے، یہی وہ معیار ہے جو تحصیلی عہدیداروں سے لیکر بالائی سطح کے عہدیداروں تک ہونا ضروری ہے، اس بنا پر ہر سطح کے عہدیداروں کو اپنی ذمہ داریاں اُس وقت تک جاری رکھنی چاہئیں جب تک اُن کے لیے کارکنوں کے دلوں میں محبت کے جذبات پائے جائیں۔ اسی

حقیقت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

”خیارا ئمتکم الذین تحبونهم و یحبو نکم و تصلون علیهم و یصلون علیکم و شرار ائمتکم الذین تبغضونهم و یبغضو نکم و تلعنونهم و و یلعنو نکم“ (صحیح مسلم، کتاب الامارۃ)

”تمھارے اچھے راہنما و ذمہ داران وہ ہوں گے جن سے تم محبت کرو اور وہ تم سے محبت کریں اور جن کے لیے تم رحمت کی دُعائیں مانگو اور وہ تمھارے لیے رحمت کی دُعا کریں، اسی طرح تمھارے بُرے راہنما و ذمہ داران وہ ہوں گے جن سے تم بغض رکھو اور وہ تم سے بغض رکھیں جن سے تم دوری اختیار کرو اور وہ تم سے دوری چاہیں“۔

اس حدیث مبارکہ کی رو سے ہر سطح کے عہدیداران کے لیے ایک خود کار نظام سامنے آتا ہے کہ کسی بھی شخص کو کسی ذمہ داری اور بالخصوص اجتماعی اہمیت کی حامل ذمہ داری پر اُس وقت تک فائز رہنا چاہیے جب تک اس کے کام کی وجہ سے لوگ اُس سے محبت کرتے ہوں، اور لوگ اُس کے وجود کو باعث خیر سمجھتے ہوں اور اُسے دعائیں دیں اور اگر اس کے برعکس صورت ہو تو اُسے اپنی ذمہ داری کی نوعیت کو تبدیل کر لینا چاہیے، اُسے ہر صورت میں اُس راہ پر چلنا چاہیے جس پر چل کر اُسے اللہ کی معرفت و رضا اور مخلوقِ خدا کی محبت و چاہت میسر آئے۔ یہ وہ سوچ ہے جو ہر سطح پر تنظیمی عہدیداران کو کامیابی سے ہمکنار کر سکتی ہے۔

4۔ ہجرت الی اللہ

تنظیمی زندگی کے تقاضوں میں سے اہم ترین تقاضا ہجرت الی اللہ ہے۔ ہجرت کیا ہے ہر روز تنظیم کے لئے وقت نکالنا، دورہ جات کرنا، وزٹ، ملاقاتیں، شہر شہر اور قریہ قریہ سفر کرنا یہ سب ہجرت ہی کی مختلف اشکال ہیں۔

تنظیمی زندگی میں ہجرت کے کئی پہلو ہیں۔ اپنی سوچوں، شکوک وشبہات کو ترک کرنا اور اللہ کی رضا کے لئے اطاعت امیر کرنا بھی ایک ہجرت ہے۔ اپنے ذاتی مقاصد اور مفادات سے نکل کر امت کی بہتری کے لئے جدوجہد کرنا بھی ایک ہجرت ہے۔ الغرض انفرادی حیثیت کو اجتماعیت پر قربان کرنا بہت بڑی ہجرت ہے۔ جب تک تنظیمی کارکنان اس ہجرت کا فیض نہیں لیتے اس وقت تک تنظیمی جدوجہد نتیجہ خیز نہیں ہوسکتی اگر ہم تنظیمی زندگی میں ایک انقلاب برپا کرنا چاہیں تو اس کا بنیادی تقاضا ہجرت الی اللہ ہے۔

5۔ جہاد فی سبیل اللہ (انتھک جدوجہد)

تنظیمی زندگی کا اہم اور پانچواں تقاضا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ تنظیمی زندگی میں جہاد فی سبیل اللہ سے مراد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے انتھک جدوجہد ہے۔ جب ہم خیر کی دعوت دیتے ہیں تو کائنات میں موجود نظام شر خیر کے فروغ کے راستے میں رکاوٹیں ڈالتا ہے ایسے میں ہمیں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی حیات

طیبہ سے رہنمائی لینی چاہئے کہ مکہ میں دار ارقم میں خاموش تبلیغ ہو یا شعب ابی طالب کا محاصرہ، صحن کعبہ میں تشدد ہو یا صحابیات کی شہادتیں، حبشہ کی ہجرت ہو یا سفر طائف، آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے تکالیف کے دوران صبر و رضا کی قوت سے جدوجہد جاری رکھی اور مقصد بعثت کی تکمیل فرمائی۔

تنظیمی زندگی بھی انہی امتحانات سے عبارت ہے، وسائل اور افرادی قوت کم ہوتی ہے جبکہ مقاصد اور اہداف کی فہرست طویل ہوتی ہے، حالات نامساعد ہوتے ہیں۔ اللہ رب العزت خود اپنے بندوں کو آزماتا ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ.

''اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے، اور (اے حبیب!) آپ (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں''۔ (البقرۃ:۱۵۵)

الغرض تنظیمی زندگی ایک مسلسل جدوجہد کا نام ہے۔ انتھک جدوجہد اور بے مثال قربانیوں سے منزل عظیم کارکنوں کے قدم چومتی ہے۔

اجتماعیت، حسن سماعت، اطاعت امیر، ہجرت الی اللہ اور انتھک جدوجہد ہی وہ بنیادی تقاضے ہیں جو نہ صرف کسی تنظیم کی کامیابی کے لئے ضروری ہیں بلکہ اس کے بغیر اس کا وجود بھی قائم رہنا ممکن نہیں۔ اللہ رب العزت ہمیں یہ تقاضے پورے کرنے کی توفیق عنائت فرمائے۔ آمین

اظہار تعزیت

☆ محترمہ شازیہ شاہین (سابقہ مرکزی ناظمہ تربیت) کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں۔

☆ محترمہ فرح ناز (پرنسپل منہاج گرلز کالج) کے بیٹے اللہ کو پیارے ہوگئے۔

☆ محترم محمد جمیل چودھری (صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل کوریا) کی ہمشیرہ، محترم عدنان سہیل (منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن UK) کے دادا جان، محترم حاجی مشتاق احمد (منہاج القرآن انٹرنیشنل آسٹریا) کی اہلیہ، محترم محمد انعام الحق (ناظم MPIC جاپان) کی والدہ محترمہ، محترم ملک جاوید اقبال اعوان (صدر منہاج القرآن انٹرنیشنل یونان) کی ساس اور محترم علامہ حافظ علی اکبر اعوان (ڈائریکٹر منہاج القرآن انٹرنیشنل وال سال UK) کے بہنوئی قضائے الٰہی سے انتقال کرگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین